منشور منشور

مہاجر
پنجابی
گجراتی
کراچی کو علیحدہ کرنے سے سندھ کو نقصان نہیں پہنچے گا
قائداعظم ۸ جولائی ۴۸ء
کراچی صوبہ اتحاد
۱۲- بہادر شاہ مارکیٹ ایم اے جناح روڈ - کراچی

تعارف کراچی صوبہ اتحاد

۱۷- دسمبر ۱۹۶۹ء ۳۰ رجون ۱۹۶۹ء کو ون یونٹ توڑنے کا اعلان کیا گیا۔ اس کے فوراً بعد ہی کراچی کے مستقبل کے متعلق چہ می گوئیاں ہونے لگیں اور عوام کے ذہنوں میں مختلف خیالات اُبھرنے لگے۔

۱- کیا کراچی مرکزی حکومت کے ماتحت رہے گا؟

۲- کیا کراچی سندھ میں شامل کر دیا جائے گا؟

۳- کیا کراچی علیحدہ صوبہ بنا لیا جائے گا؟

اس سلسلے میں مختلف حلقوں کی مختلف رائے تھی کراچی جسے کوئی متفقہ مرکزی قیادت حاصل نہیں ہے۔ ہمیشہ سے ایسے اہم مواقع پر انتشار کا شکار ہوتا رہا ہے۔ کراچی کے تقریباً ۹۰ فی صد لوگ اس امر پر متفق تھے کہ کراچی کو مرکزی حکومت کے تحت ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔

اب ایک گروپ وہ تھا جو کراچی کو سندھ میں شامل کرانے کے لئے

پیش پیش تھا۔ ان میں اکثر لوگ ایسے تھے جن کی سیاسی و معاشی دلچسپیاں سندھ سے وابستہ تھیں یا وہ اس تحریک کے نظریاتی دشمن تھے۔ ان میں محمود الحق عثمانی صاحب، پروفیسر اے بی اے حلیم صاحب جسٹس ایم بی احمد۔ جناب حسین امام کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔ غفار پاشا صاحب کے زیر نگرانی ایک کانفرنس منعقد کی گئی جس میں کراچی صوبہ اتحاد کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔

کراچی کو علیحدہ صوبہ بنانے کے لئے بعض لوگوں کے بیانات اخبارات میں آ رہے تھے ان لوگوں کو یکجا کرنے کے لئے کراچی صوبہ محاذ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جسے حال ہی میں کراچی صوبہ اتحاد کے نام سے بحال کیا گیا ہے۔

۱۹ - دسمبر ۱۹۶۹ء جناب آزاد بن حیدر نے بحیثیت کنوینر کراچی صوبہ اتحاد کی ایک میٹنگ ۱۹ - دسمبر ۱۹۶۹ء کو ہوٹل جبیس میں بلائی جس میں تقریباً ، ۱ مختلف سماجی تنظیموں کے نمائندے شریک ہوئے۔ ان میں حافظ محمد حبیب اللہ۔ پیر علی محمد راشدی۔ راجہ محمد اشرف۔ زیڈ۔ ایچ۔ لاری۔ حاجی ضیاء الدین۔ محمد عارف ایڈووکیٹ ڈاکٹر لیسین زبیری۔ مولانا جمیل احمد نعیمی۔ بیگم محمودہ سلطانہ۔ شیخ لیاقت حسین آسانی اور دیگر طالب علم رہنماؤں نے شرکت کی۔ اور کراچی صوبہ اتحاد کی مجلس عاملہ اور مجلس عمل کا قیام عمل میں آیا۔

۲۵ - دسمبر ۱۹۶۹ء کو کراچی صوبہ اتحاد کے اراکین نے بابائے ملت حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کے مزار پر حاضری دی اور کراچی کو علیحدہ صوبہ بنانے کا عہد کیا۔

۱۰ - جنوری ۱۹۷۰ء کو نشتر پارک میں کراچی صوبہ محاذ کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا جس میں مولانا ابن حسن جارچوی۔ حافظ محمد حبیب اللہ، آزاد بن حیدر

ور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا اور کراچی کو علیحدہ صوبہ بنانے کا عوامی مطالبہ کیا۔

فروری سنہ ۱۹۷۰ء جی ایم سید کی دعوت پر سندھ متحدہ محاذ کے اراکین سے آزاد بن حیدر کی قیادت میں کراچی صوبہ اتحاد کے رہنماؤں نے ملاقات کی اور سندھ متحدہ محاذ کو باور کرایا کہ سندھ میں مستقل امن کا حل کراچی کو علیحدہ صوبہ بنانا ہے۔

اپریل سنہ ۱۹۷۰ء میری ویدر ٹاور سے ریگل بس اسٹاپ صدر تک ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ جس میں کراچی کو علیحدہ صوبہ بنانے کا مطالبہ کیا گیا اسی سال ہر جمعہ کو مختلف مقامات پر مظاہرے کئے جاتے رہے۔

سنہ ۱۹۷۱ء مشرقی پاکستان کے بدلتے ہوئے حالات کی وجہ سے اور ملکی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے کراچی صوبہ محاذ کی سرگرمیاں بدستور معطل رہیں۔ صرف کارکنوں کے سہ ماہی اجلاس ہوتے رہے۔

سنہ ۱۹۷۲ء ۴۔ جنوری ۱۹۷۲ء کو آزاد بن حیدر صاحب نے بحیثیت کنوینر و چیئرمین مجلس عاملہ کے عہدیداران و اراکین کو نامزد کیا۔

۷۔ اپریل سنہ ۱۹۷۳ء کو کراچی صوبہ اتحاد کے چیئرمین جناب آزاد بن حیدر صاحب کو گرفتار کر کے ۲۰۔ اپریل ۱۹۷۳ء کو ایک سال کی قید بامشقت سنادی گئی حالانکہ آزاد بن حیدر صاحب نے مشرقی پاکستان میں اور ہندوستان میں مقید بہاریوں و فوجیوں کی واپسی کی تحریک کے ساتھ ساتھ کراچی صوبہ بنانے کی پُرامن تحریک چلائی تھی۔ ایک سال کی قید بامشقت کے بعد جناب آزاد بن حیدر صاحب چیئرمین کراچی صوبہ اتحاد کو ۳۰۔ جولائی ۱۹۷۴ء کو کراچی کو علیحدہ صوبہ بنانے کے الزام میں ڈی پی آر کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔

۱۷۔ اگست ۱۹۷۴ء کو جب آپ ضمانت پر رہا ہو کر جیل کے دروازے پر آئے تو آزاد بن حیدر صاحب
کو گرفتار کر کے ایک اور مقدمہ بنا لیا گیا اور گرفتار کر کے دوبارہ جیل بھیج دیا گیا جب اس مقدمے
میں ۱۶ ستمبر ۱۹۷۴ء کو رہائی ملی تو تیسری بار پھر جیل کے دروازے پر ہی ڈی پی آر لگا کر
گرفتار کر لیا گیا ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو چوتھے مقدمے میں بھی ضمانت پر رہائی کا حکم ملا تو اس بار
بھی پولیس نے جیل کے دروازے پر گرفتار کر لیا۔ کراچی صوبہ اتحاد کے نڈر۔ بیباک اور
جواں مرد صدر جناب آزاد بن حیدر صاحب نے مسکراتے ہوئے کراچی صوبہ کے مشن کو جاری
رکھا۔ ۱۰۔ نومبر ۱۹۷۴ء کو ایک بار پھر آپ کو ضمانت پر رہا کرنے کا حکم جاری ہوا تو آپ کو پھر جیل
کے گیٹ پر ہی گرفتار کر لیا گیا ۳۔ دسمبر ۱۹۷۴ء کو اس مقدمے میں بھی ضمانت پر رہائی کا حکم ملا
مگر پھر جیل کے دروازے پر گرفتار کر لیا گیا۔ فروری ۱۹۷۵ء میں سکھر جیل سے رہائی ملی
اپریل ۱۹۷۵ء میں گرفتار کر کے چھ ماہ تک حیدرآباد جیل میں رکھا گیا اس طرح فروری
۱۹۷۷ء میں آپ پر مقدمہ بنایا گیا اور مارچ ۱۹۷۷ء آپ کو تین مقدموں میں ۴ ماہ تک
سینٹرل جیل کراچی میں رکھا گیا۔

کراچی کا تاریخی پس منظر

قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے ایک انتہائی معلوماتی مضمون پیش خدمت ہے
تاکہ قارئین چند لمحات میں کراچی کی تاریخ سے واقف ہو سکیں۔

۳۲۵ ق م — ۳۲۵ ق م میں کراچی کو "فردوس اسکندر" یا کروکولا کہا جاتا تھا۔
بعد ازاں کراچی کو دیبل یا دیول کہا جاتا رہا ہے اس لئے کہ منوڑا کے
تاریخی مندر کا نام دیبل تھا۔

۷۱۲ء سنہ ۹۳ھ میں محمد بن قاسم نے داہر کے مظالم کو کچلنے کے لئے ہندوستان کا رُخ کیا اور کراچی کے راستے سندھ جا پہنچا جہاں اس نے راجہ داہر کے خلاف جہاد کا اعلان کر کے ظلم و ستم کا قلع قمع کیا اور اسلام کی تبلیغ کا آغاز ہوا۔ نور کی یہ روشنی پورے ہندوستان کو منور کرتی رہی۔

اٹھارھویں صدی کے آغاز میں سیٹھ بھوجومل نے اپنے کاروبار کو وسعت دینے کے لئے کھڑک بندر جو کہ کراچی سے ۱۶ میل پرے جنوب میں واقع تھا ناکارہ ہونے کے سبب چھوڑ چھوڑ دیا جسے ماہی گیروں کی چھوٹی سی بستی جسے "کلاچی کا کن یا" کلاچی جو گوٹھ" کہا جاتا تھا منتقل ہونے کا ارادہ کر لیا اور "کلاچی جو گوٹھ" کے قریب ایک چھوٹی سی بندرگاہ کو اس نے اپنے کاروبار کا مرکز بنا لیا۔

۱۷۸۴ء میں سیٹھ بھوجومل کے انتقال کے کچھ عرصے بعد "کلاچی" بنیوں اور سیٹھوں کے قبضہ میں رہا۔ بعد ازاں سندھ کے کلہوڑوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ کلہوڑوں اور خان آف قلات کی فوجوں میں لڑائی ہوئی جس میں خان آف قلات کا ایک بھائی مارا گیا۔ کلہوڑوں نے قصاص کے طور پر "کلاچی" کو خان آف قلات کے حوالے کر دیا۔ سندھ کے تالپور حکمرانوں نے للچائی ہوئی نظروں سے کراچی کو دیکھنا شروع کیا اور دو دفعہ اس پر قبضہ کرنے کے لئے فوج بھیجی جو ناکام رہیں۔

۱۷۹۵ء میں تالپور کی فوج نے تیسری بار حملہ کیا تو ان دنوں خان آف قلات مشکلات میں پھنسا ہوا تھا لہٰذا اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور تالپور نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں تالپور کا دارالخلافہ حیدرآباد تھا۔

۱۸۰۰ء انیسویں صدی کے آغاز میں برطانوی اپنے بمبئی کے نمائندہ کے

توسط سے سندھ کے تالپوروں سے اپنے مراسم بڑھاتے رہے بعد ازاں انہوں نے کچھ"
یہں مقیم ریذیڈنٹ کے ذریعہ تالپوروں سے تعلقات مزید مستحکم کرنا شروع کر دیئے -

۱۸۳۹ء میں برطانوی فوجیں سندھ کے راستے سے افغانستان کی طرف بڑھیں تو انہوں
نے سکھر اور روہڑی جیسے اہم مقامات پر قبضہ کر لیا کراچی پر بھی قبضہ کرنے کی
کوشش کی لیکن قبضہ مکمل نہ ہو سکا۔

کراچی سنہ ۱۹۴۷ء تا سنہ ۱۹۷۲ء سندھ سے علیحدہ رہا ہے

سر بارٹل فریئر نے ایک کمیٹی قائم کی
جس نے سندھی زبان کا رسم الخط ایجاد کیا

۱۹۳۶ء سندھ بمبئی پریذیڈنسی سے علیحدہ ہو گیا اور سر لینسی لاٹ گراہم سندھ
کا گورنر مقرر ہوا جس نے کراچی کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔

قائداعظم نے سندھ کو کراچی سے علیحدہ رکھا

۱۹۴۷ء ۱۵- اگست سنہ ۱۹۴۷ء کو قائداعظم نے کراچی کو پاکستان کا دارالخلافہ
بنایا اور یوں کراچی مرکزی حکومت کا اہم ترین سیاسی مرکز قرار دیا گیا -

۱۹۴۸ء ۲۳ - جولائی ۱۹۴۸ء کو کراچی کے نظم و نسق کو جو عارضی طور پر حکومت
سندھ کے تحت تھا واپس لے لیا گیا اور ایک ایڈمنسٹریٹر کو مقرر کر کے کراچی کا
نظم و نسق اس کے حوالے کیا گیا۔

۱۹۵۲ء کراچی کا درجہ بڑھا کر اسے فیڈرل کیپٹل بنا دیا گیا اور ایڈمنسٹریٹر کی
بجائے چیف کمشنر مقرر کیا گیا۔

۱۹۵۵ء اکتوبر ۱۹۵۵ء "ون یونٹ" کا قیام عمل میں آیا۔ کراچی بہ دستور مرکز کے تحت رہا لیکن اس کو مغربی پاکستان اسمبلی میں نمائندگی ملتی رہی۔ نمائندگی کے لحاظ سے کراچی مغربی پاکستان کا ایک حصہ سمجھا جاتا تھا۔

۱۹۵۹ء میں چیف کمشنر کی جگہ دوبارہ ایڈمنسٹریٹر کا تقرر کیا گیا جو کراچی فیڈرل حدود کے نظم و نسق کا ذمہ دار تھا۔ کراچی ان دنوں بھی مرکزی حکومت کے تحت تھا۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو مرکزی حکومت نے سابق صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کی ہدایت پر کراچی سے دارالخلافہ اسلام آباد منتقل کرنا شروع کر دیا۔

۱۹۶۰ء کراچی فیڈرل ٹیریٹری آرڈر مجریہ یکم فروری ۱۹۶۰ کے مطابق ضلع ٹھٹھہ کے ۳۷ دیہات کراچی کے ۴۵ دیہاتوں کے ساتھ شامل کر دیئے گئے اور یکم دسمبر ۱۹۶۰ سے مغربی پاکستان کا گورنر صدرِ پاکستان کے ایجنٹ کی حیثیت سے کراچی کے اُمور کا ذمہ دار ہو گیا۔

۱۹۶۱ء ۲۶ مارچ ۱۹۶۱ء کو ڈھاکہ میں گورنر کانفرنس ہوئی جس کی صدارت سابق صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے کی۔ اس کانفرنس میں طے پایا کہ کراچی کو باقاعدہ مغربی پاکستان میں ضم کر دیا جائے۔

۱۹۶۹ء ۳۰۔ جون ۱۹۶۹ کو سابق صدر آغا محمد یحییٰ خان نے ون یونٹ توڑنے کا باقاعدہ اعلان کیا۔

۱۹۷۰ء ۲۸۔ مارچ ۱۹۷۰ کو سابق صدر محمد یحییٰ خان نے کراچی کو سندھ میں شامل کرنے کے فیصلہ کا اعلان کیا۔

۱۹۷۲ء ۲۔ مئی ۱۹۷۲ کو سندھی روزنامہ ہلال پاکستان کو پیغام دیتے ہوئے سابق صدر پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے کہا:

مجھے خوشی ہوئی ہے کہ کراچی ۵۰ سال بعد دوبارہ سندھ کو مل گیا ہے۔

ثقافتی بنیاد پر کراچی صوبے کا قیام

کسی بھی علاقے کو صوبے کا درجہ دینے سے قبل مندرجہ ذیل پہلوؤں کو اصول بنایا جاتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس میں یہ خصوصیات ہیں یا نہیں۔؟

- جغرافیائی حدود کی ہم آہنگی۔
- مالی حالات اور مالی ذرائع آمدنی۔
- نظم و نسق کی سہولت۔
- مستقبل کی ترقی کے منصوبے۔
- اِس علاقے کے لوگوں کی زبان۔
- اُس علاقے کے لوگوں کی خواہش۔
- اُس علاقے کے باشندوں کی ثقافت۔

۱ — **جہاں تک** جغرافیائی حدود کی ہم آہنگی کا تعلق ہے اگر ہم کراچی کے نقشے کو سامنے رکھیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کراچی سے حیدرآباد براہ ٹھٹھہ۔ یا کراچی سے حیدرآباد براہ نیو سپر ہائی وے۔ کراچی سے ٹھٹھہ تک کے علاقے میں کوئی ایسی رکاوٹ نہیں جو کراچی کی جغرافیائی حدود میں رکاوٹ بنتی ہو۔

۲ — مالی حالات اور مالی ذرائع آمدنی سے متعلق آئندہ صفحات میں آپ تفصیل سے پڑھیں گے۔ کراچی صوبہ، بلوچستان۔ سرحد۔ سندھ سے مالی طور پر زیادہ مستحکم ہوگا۔

۳ ۔ نظم ونسق کی سہولت کے بارے میں بھی یہ آسانی سے کہا جاسکتا ہے کہ کراچی صوبہ بہترین نظم ونسق چلا سکتا ہے۔ کراچی پاکستان کا دارالسلطنت رہ چکا ہے۔ اس کی تمام عمارات کراچی صوبے کے نظم ونسق چلانے کے لئے بہترین معاون ثابت ہوسکیں گی۔ کراچی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی کمی نہیں۔

۴ ۔ کراچی صنعتی وتجارتی شہر ہے۔ کراچی سے ٹھٹھہ تک ابھی تک ایک چوتھائی علاقہ زیر مصرف ہے۔ بقیہ علاقے میں مزید توسیعی منصوبے بنائے جاسکتے ہیں۔

۵ ۔ کراچی کی اکثریت اُردو بولنے لکھنے پڑھنے اور سمجھنے والوں کی ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ کراچی میں تارکین وطن وہ لوگ ہیں جو ہندوستان چھوڑکر آئے ہیں جنہیں ہم ہندوستانی مہاجر کہتے ہیں۔ ان کی تعداد ۴۵ فیصد سے کم نہیں۔ ۳۰ فیصد پنجابی آباد ہیں ۱۵ فی صد پٹھان ۱۰ فیصد گجراتی سندھی بنگالی بھائی آباد ہیں۔ یعنی ۴۵ فیصد ہندوستانی مہاجر اور ۴۵ فیصد مقامی مہاجر۔ ہندوستانی مہاجرین کی مادری زبان اُردو ہے۔ جب کہ ۴۵ فیصد مقامی مہاجرین (وہ لوگ جو پنجاب، سرحد اور بلوچستان سے آکر آباد ہوئے ہیں) ان کے صوبوں کی بھی سرکاری زبان اُردو ہے۔

پنجاب، سرحد، بلوچستان کے صوبوں نے اُردو کو سرکاری زبان کا درجہ دیا ہے۔ صوبہ سندھ میں بھی اردو کو سندھی کے ساتھ برابر کا درجہ دیا گیا ہے (ایں ہم از خرابی بسیار) لہٰذا اس میں سو فیصدی ایسے علاقوں کے لوگ آباد ہیں جن کے صوبوں نے اُردو کو سرکاری زبان کا درجہ دے دیا ہے لہٰذا زبان کی بنیاد پر کراچی کو سندھ سے علیحدہ کردینا۔ دنیا کے مسلمہ انصاف کی بنیاد پر

مرکزی حکومت کا تاریخی کارنامہ ہو گا۔

۶ ـــ جہاں تک کراچی کے باشندوں کی اس خواہش کا تعلق ہے کہ وہ کراچی کو علیحدہ صوبہ بنانا چاہتے ہیں یا نہیں، اس کا مظاہرہ دنیا کے عوام جولائی ۱۹۷۲ء اُردو کی تحریک میں دیکھ چکے ہیں اور کراچی میں قومی اخبارات اس بات کے گواہ ہیں کہ کراچی کے عوام اپنا مستقبل صرف اس میں بہتر سمجھتے ہیں کہ کراچی کو علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے ورنہ بصورت دیگر ریفرنڈم کرایا جائے اور ریفرینڈم کا مطالبہ کرنا کراچی کے عوام کا قانونی اور آئینی حق ہے۔

۷ ـــ جہاں تک کراچی کے باشندوں کی ثقافت کا تعلق ہے یہ سندھ کی ثقافت سے نہ صرف مختلف ہے بلکہ پاکستان کے ہر صوبے کی ثقافت سے منفرد ہے۔ ہم اسے صوبائی ثقافت کی بجائے قومی ثقافت کہہ سکتے ہیں۔

ثقافت کی بنیاد سب سے اہم ہے

ہم یہاں پر مختصر عرض کر رہے ہیں کہ اس اصول کو برصغیر ہندوستان و پاکستان میں ایک عرصے سے تسلیم کیا جا چکا ہے کہ نظم و نسق کی سہولت کے لئے ثقافت کی بنیاد پر ہی نظم و نسق کے خطے بنائے جا سکتے ہیں۔ ہم کسی اور کتاب میں اس پر مفصل روشنی ڈالیں گے۔ یہاں پر چند اہم حوالے پیش کئے جا رہے ہیں۔

سنہ ۱۹۰۳ء ۳۔ دسمبر۔ سر ہربرٹ رسبی ہوم سکریٹری حکومت ہند نے بنگال کی تقسیم کی جو تجویز پیش کی وہ بھی ثقافتی بنیادوں پر تھی۔

سنہ ۱۹۱۶ء میں کانگریس لیگ لکھنو پیکیٹ میں ثقافت اور زبان کی بنیاد پر

صوبہ سندھ کو علیحدہ کرنے کے فارمولے پر اتفاق کیا۔

سنہ ۱۹۱۷ء میں کانگریس اور مسلم لیگ نے مونٹیگو چیلمسفورڈ کمیشن کو جو مشترکہ یادداشت پیش کی اس میں بھی ثقافتی فارمولے ہی کو پیش کیا گیا۔ مسلم لیگ کے نمایندے جنہوں نے یادداشت پیش کی اس میں قائداعظم محمد علی جناح کے علاوہ سر محمد شفیع، سید امیر علی، عبداللہ سہروردی اور سر فضل حسین مرحوم موجود تھے۔

سنہ ۱۹۱۸ء میں مونٹیگو چیلمسفورڈ رپورٹ میں بھی مسائل کا حل لسانی بنیادوں پر صوبوں کی تقسیم تجویز کیا۔

سنہ ۱۹۱۹ء میں مرحوم سر آغا خان کی زیر صدارت دہلی میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس میں ثقافت اور زبان کی بنیاد پر سندھ کو علیحدہ صوبہ بنانے کا مطالبہ کیا گیا۔

سنہ ۱۹۲۰ء میں قائداعظم کی زیر صدارت ناگپور کے جلسے میں کانگریس نے ایک قرارداد منظور کی جس میں صوبوں کو ثقافت کی بنیاد پر تقسیم کرنے کا فارمولا منظور کیا گیا۔

سنہ ۱۹۲۷ء میں کانگریس نے ایک اور قرارداد کے ذریعہ اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ثقافتی بنیادوں پر صوبوں کو از سر نو ترتیب دیا جائے تاکہ آندھرا، اتکل، سندھ اور کرناٹک کے صوبوں کو علیحدہ کرنے کے کام کا آغاز ہو سکے۔

سنہ ۱۹۲۸ء (۱۲۔ فروری) کو کانگریس نے آل پارٹیز کانفرنس بلائی جس میں قائداعظم بھی شریک ہوئے اس کانفرنس میں بھی ثقافت اور زبان کی بنیاد کو صوبوں کی تقسیم کا حل تجویز کیا گیا۔

۱۹۲۹؁ء میں انڈین سیٹچوٹری کمیشن نے بھی اس امر کو تسلیم کیا کہ از سر نو تنظیم کرتے وقت ایسے یونٹ (صوبے) بنائے جائیں جن کی ثقافت، معاشیات جغرافیائی حدود، مذہب اور زبان مشترکہ اقدار رکھتی ہوں۔

۱۹۳۰؁ء میں مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں جو علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے زیر صدارت ہوا اس میں بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا کہ صوبوں کی تقسیم مشترکہ اقدار، ثقافت، مشترکہ معیشت اور زبان کی بنیاد پر ہونا چاہیئے۔

۱۹۳۱؁ء (ستمبر میں) اوڈ ذیل کمیٹی کا قیام عمل میں آیا تاکہ وہ "اوڑیائی" زبان بولنے والوں کے لئے علیحدہ انتظامی یونٹ کے قیام کے مطالبے پر غور کرسکے۔ اس کمیٹی نے بھی جن مسلمہ اصولوں کو سامنے رکھا اس میں بھی زبان، نسل، عوام کا رویہ، جغرافیائی حدود، معاشیات اور انتظامی سہولت تھیں۔

۱۹۳۶؁ء (اپریل) مندرجہ بالا اصولوں کی بنیاد پر نہ صرف اڑیسہ کا صوبہ عمل میں آیا بلکہ صوبہ سندھ بھی صوبہ بمبئی سے علیحدہ کردیا گیا۔ ہمارے سندھی بھائیوں نے سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرانے کے لئے جو جدوجہد کی آج ہم کو بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر کراچی کو سندھ سے علیحدہ کرانیکی جدوجہد میں بھرپور حصہ لینا چاہیئے۔

کراچی کا سیاسی استحصال

مندرجہ بالا تاریخی پس منظر پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ قارئین کو معلوم ہوجائے کہ دورِ غلامی میں جب یونین جیک لہرا رہا تھا۔ جب برطانوی سامراج

حکومت کر رہا تھا۔ جب مسلمانانِ ہند اپنی آزادی کی جدوجہد میں مصروف تھے تو اس وقت کراچی سندھ کا ایک حصہ تھا مگر تاریخ نے اپنا فیصلہ صادر کر دیا۔ جب پاکستان بن گیا جب آزادی کا آفتاب اپنی کرنیں نچھاور کرنے لگا جب سبز ہلالی پرچم لہرانے لگا تو قائدِ اعظم نے دور رس نتائج کو مدِنظر رکھتے ہوئے کراچی کو سندھ سے علیحدہ رکھا اور ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۲ء تک

کراچی ۲۵ سال تک سندھ سے علیحدہ رہا ہے

لیکن غاصب آمر یحییٰ خان نے کراچی کے ۵۴ لاکھ باشندوں کے مستقبل کا بھیانک ترین فیصلہ کرتے ہوئے کراچی کو سندھ میں شامل کرنے کا آمرانہ فیصلہ کر کے کراچی کے حقوق کو پامال کر دیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یحییٰ خان کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار تھا؟ سپریم کورٹ آف پاکستان کے حالیہ فیصلہ (مقدمہ اسما جیلانی بنام حکومت پاکستان) کے مطابق یحییٰ خان ایک غاصب تھا اور اس کے بہت سے فیصلے کالعدم قرار دئے جا سکتے ہیں۔ سیاسی طور پر بھی یحییٰ خان کو "ون یونٹ توڑنے" صوبوں کے عوام کے اہم مسائل عوامی نمائندوں پر قائم ہونے والی قومی اسمبلی کے سپرد کرنا چاہئے۔ مگر یحییٰ خان کے خودغرض اور مفاد پرست مشیر اُن سے غلط فیصلے کراتے رہے اور اپنے مستقبل کو تابناک بناتے رہے۔

کراچی صوبہ اتحاد کے کارکن یحییٰ خان کے دور میں چلاتے رہے کہ کراچی کے عوام سے ریفرنڈم کرایا جائے کہ وہ "سندھ میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا نہیں"؟ کراچی کے مستقبل کا فیصلہ کرتے وقت کراچی کے عوام کی آواز کو سُنا جائے۔ کراچی کے عوام سے اس اہم مسئلہ پر رائے لی جائے مگر ایسا نہ ہوا اور آج کراچی کے باشندوں کو یہ تاریک دور دیکھنا پڑا۔

یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے۔ کراچی جسے سیاست کا مرکز کہا جاتا ہے جس کی ملکی اور
بین الاقوامی سیاست میں سنگِ میل کی حیثیت ہے اسے ہمیشہ گذشتہ حکمرانوں نے نظر انداز
کیا اور اس کی رائے کو ہمیشہ گزشتہ حکمرانوں نے نظر انداز کیا اور اس کی رائے کو ہمیشہ رد کیا
جاتا رہا۔ ون یونٹ بنتے وقت، ون یونٹ توڑتے وقت، کراچی سے دارالخلافہ منتقل
کرتے وقت، کراچی کو سندھ میں شامل کرتے وقت اور دوسرے اہم امور پر بھی جس
حکومت نے بھی کراچی کی رائے کو نظر انداز کیا بالآخر اسے کراچی کے سامنے جھکنا پڑا۔ پہلے
حکمرانوں نے کراچی کو ایک چراگاہ کی حیثیت دی جو سرسبز و شاداب ہو اور پھر گلہ بان
اپنی بھیڑوں کے ساتھ آئے اور لوٹ مار کر چلتے بنے۔ یحییٰ خان نے کلچرل اکائیوں کی
بنیاد پر اور گذشتہ صوبوں کے خطوط پر پھر تقسیم کی اس اہم موقع پر یحییٰ خان کو کراچی
کو ایک الگ صوبہ بنانا چاہیئے تھا۔ ہمارے حکمرانوں نے قائداعظم کے متعینہ راستوں سے
ہٹ کر بہت بڑی غلطی کی۔ قائداعظم نے کراچی کو پاکستان کا دارالخلافہ بنایا۔ ایوب خان
دارالخلافہ یہاں سے لے گیا۔ مشرقی پاکستان میں پروپیگنڈا ہونے لگا کہ دارالخلافہ کو
جی ایچ کیو، راولپنڈی کے قریب لے جا کر ایوب خان نے آمرانہ ذہنیت کا ثبوت دیا ہے
قائداعظم نے مشرقی پاکستان میں ببانگِ دہل اعلان کیا تھا کہ پاکستان کی واحد سرکاری
زبان اور قومی زبان صرف اور صرف اُردو ہو گی۔ جب سابقہ حکمرانوں نے اردو کے
ساتھ بنگلہ کو بھی قومی زبان کا درجہ دیا تو اسی روز بنگلہ دیش کی بنیاد پڑ گئی تھی اس لئے
کہ پاکستان کو لسانی بنیادوں پر تقسیم کر دیا گیا۔ قائداعظمؒ نے کراچی کو سندھ سے علیحدہ رکھا
تاکہ یہاں ایک ملی جلی تہذیب جنم لے سکے اور کراچی پاکستانیوں کی مشترکہ جدوجہد سے
ایک عظیم الشان مرکز بن سکے۔ جن لوگوں نے کراچی کو سندھ کے ساتھ ملانے کی مذموم

کوشش کی ہے وہ واقعی قابلِ نفرت ہیں۔ جہاں تک کراچی کی کلچرل اکائی کا تعلق ہے کراچی ایک نئی تہذیب کو جنم دے چکا ہے جسے آپ خالصتاً پاکستانی تہذیب کہہ سکتے ہیں۔

۱۹۴۷ء کا غلام کراچی ختم ہو چکا ہے

۱۹۷۲ء کا بیدار کراچی اُبھر رہا ہے

نئی ثقافت، نئی تہذیب اور نئے تمدن کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔

کراچی کی آبادی

کراچی کی آبادی مردم شماری کے لحاظ سے ۱۹۷۲ء میں ۶۵ لاکھ تھی مگر سابقہ ہوم سیکریٹری محمد خان جونیجو نے سابق وزیراعظم کی ہدایت پر اسے راتوں رات ۳۵ لاکھ کر دیا۔ موجودہ حکومت کے ایک اعلیٰ تحقیقاتی افسر کے سامنے انہوں نے اس دھاندلی کا اعتراف بھی کر لیا ہے کے ڈی اے کے ایک سروے کے مطابق کراچی کی آبادی میں ہر سال ۵ لاکھ کی آبادی کا اضافہ ہو رہا ہے لہذا ۱۹۷۹ء میں مصدقہ اعداد و شمار کے مطابق کراچی کی آبادی ایک کروڑ ہے۔ کراچی سے تقریباً ۶۰ لاکھ شناختی کارڈ ایک کروڑ راشن یونٹ جاری ہو چکے ہیں لہذا کراچی کو اس کی آبادی کے مطابق صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی کی نشستیں ملنی چاہئیں۔ عوام کا فرض ہے کہ آئندہ ۱۹۸۲ء میں جب مردم شماری ہو تو اس سلسلے میں خصوصی دلچسپی لیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلوں کا تحفظ ہو سکے۔

صحیح اندازہ تو ۱۹۸۲ء کی مردم شماری کے بعد معلوم ہو سکے گا لیکن اخبارات میں جو اعداد و شمار شائع ہوتے رہے ہیں اس کے مطابق کراچی کی آبادی ایک کروڑ ہے (بشمول نصف ٹھٹھہ) کراچی واحد علاقہ ہے جس میں خبروں کے ساتھ ساتھ بلوچستان، سرحد، پنجاب، سندھ، بہاولپور کے عوام کا پورا پورا درشترکہ حق ہے اور اس حق کو کوئی نہیں چھین سکتا ہے۔ جن دنوں یحییٰ خان سے کراچی صوبہ کے مذاکرات کامیابی کی طرف چل رہے تھے۔ کچھ نام نہاد رہنماؤں اور دانشوروں، اور جی ایم سید نے مخالفت کی جس کی وجہ سے کراچی کے عوام بھائیوں کی طرح گھل مل کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ کراچی کے باشعور جیالے عوام مثالی پاکستانی ہیں جو لوگ بلوچستان، سرحد، پنجاب، سندھ اور بہاولپور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ چکے ہیں۔ لفظی و معنوی اعتبار سے وہ بھی مہاجرین ہیں اس لئے کہ انہوں نے بھی تلاش معاش میں ہجرت کی ہے۔

کراچی کے عوام مہاجرین کی قربانیوں کا کبھی بھی صلہ نہیں دے سکتے ہیں، ان لوگوں نے ۳۰ لاکھ مسلمانوں کو ۳۰ لاکھ زندہ انسانوں کو جوانوں کو بوڑھوں کو بچوں کو پاکستان کی آزادی کی خاطر قربان کیا ان کی قربانیاں ناقابل تلافی ہیں۔ ناقابل فراموش ہیں جو شخص مہاجرین کو ان کے اعلیٰ و ارفع مقام دینے سے منکر ہے وہ نظریہ پاکستان کا سب سے بڑا غدار ہے ہم ان کو سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ہم ان کو سلام عقیدت پیش کرتے رہیں گے۔ ان کے حقوق کی بالادستی کے لئے ان کے شانہ بشانہ چلتے رہیں گے،

کراچی کے عوام کی ثقافت جیسا کہ کہا جا چکا ہے۔ مثالی پاکستانی ثقافت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ جن لوگوں نے ۱۹۴۶ء کو برطانوی اور ہندو سامراج کا کراچی دیکھا ہے جس کی ثقافت، تجارت اور معیشت پر غیروں کا غلبہ تھا تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ آج کا عظیم کراچی ایک کروڑ مختلف علاقوں سے آکر بسنے والے عظیم انسانوں کا مرہون منت ہے، اس لئے کہ

۴۰ لاکھ مہاجرین نے اپنی قابلیت سے اسے عروس البلاد بنایا۔
۳۰ لاکھ پنجابیوں نے اپنی ہمت سے اسے پاکستان کا دل بنایا۔
۱۵ لاکھ پٹھانوں نے اپنی محنت سے اُسے گل گلزار بنایا۔
۴ لاکھ بلوچیوں نے اپنی مشقت سے اسے فردوس بریں بنایا۔
۱ لاکھ بنگالیوں نے اپنی دولت سے دارالصنعت بنایا۔
۳ لاکھ سندھیوں نے اپنی عظمت سے چار چاند لگائے۔

۴ لاکھ گجراتیوں نے اپنی دولت سے دارالصنعت بنایا۔
۲ لاکھ اقلیتوں نے اپنی اقلیتوں سے اسے عظیم کراچی بنایا۔
لہٰذا کراچی کی کلچرل اکائی دوسرے تمام صوبوں سے مختلف ہے۔ نیز کراچی کے مسائل صنعتی و تجارتی مسائل ہیں۔ کراچی میں مزدوروں، طالب علموں اور دانشوروں کے مسائل ہیں جب کہ سندھ کے مسائل زیادہ تر زرعی مسائل ہیں۔ کراچی کی اکائی میں اُردو بولنے والوں کی تعداد ۹۰ فیصد ہے کراچی کو علیحدہ صوبہ بنانے کی تحریک نفرت کی بنیادوں پر نہیں بلکہ محبت اور مختلف النوع مسائل پر ہے۔ ہم خلوص دل سے چاہتے ہیں کہ ہمارے سندھی بھائی بھی اپنے زرعی میدان میں ترقی کریں۔ ہم ان کی ترقی میں ہر قسم کی مدد دیتے رہیں گے۔ لیکن ہم اپنے حقوق کا تحفظ بھی اپنا جمہوری حق سمجھتے ہیں۔ ہم اپنا استحصال نہیں ہونے دینگے ہم اپنے حقوق کی حصولیابی کے لئے آئینی و قانونی تحریک پُرامن طور پر جاری رکھیں گے۔

کراچی کی آبادی ۷۵ لاکھ کے قریب ہے جب کہ بلوچستان کی آبادی ۲۰ لاکھ ہے۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ صوبائی اسمبلی کی نشستوں کی تعداد متعین کرتے وقت الیکشن کمیشن نے کراچی کا خوب استحصال کیا اور بلوچستان کی ۲۵ لاکھ کی آبادی پر صوبائی اراکین کی نشستیں مقرر ہوئیں اور کراچی کی ۷۵ لاکھ کی آبادی پر ۲ نشستیں مخصوص کی گئیں۔ کراچی صوبہ اتحاد کے چیف الیکشن کمشنر کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تو وہ کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ آئندہ تمام صوبوں کے ساتھ مساوانہ سلوک کیا جائیگا

کراچی صنعتی و تجارتی صوبہ
کراچی کا معاشی استحصال

چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کراچی کے ایک ذمہ دار افسر کے مقالہ کے مطابق ۷۰-۱۹۶۹ء میں متحدہ پاکستان (مشرقی مغربی پاکستان) سے مرکزی حکومت کو چھ سو کروڑ روپے (چھ ارب روپیہ) سالانہ ٹیکس ملتا تھا جس میں سے چار سو پچاس کروڑ روپے (ساڑھے چار ارب روپیہ) صرف کراچی سے مرکزی حکومت کو بطور ٹیکس ملتا تھا۔ یعنی ملک کے ۷۵ فیصدی ٹیکس مرکزی حکومت کو صرف کراچی سے وصول ہوتا تھا۔ اب جب ۷۲-۱۹۷۱ء میں صرف مغربی پاکستان کے ٹیکس مرکزی حکومت وصول کر رہی تھی تو ایک محتاط تخمینہ کے مطابق کل ۴۲۵ کروڑ روپے (سوا چار ارب روپیہ)

مرکزی حکومت وصول کررہی تھی جس میں ۳۵۰ کروڑ روپے (تین ارب ۵۰ کروڑ روپیہ) صرف کراچی ادا کرتا ہے ۱۹۸۸ء میں مرکزی آمدنی ۵ ہزار کروڑ تھی جس میں کراچی قریباً ۲ ہزار کروڑ روپے ٹیکس ادا کرتا ہے۔

مرکزی ٹیکس

۷۸ — ۱۹۷۹ء

(۱) کسٹم	۷۰۰ کروڑ روپے
(۲) سنٹرل ایکسائز	۴۰۰ کروڑ روپے
(۳) سیلز ٹیکس	۲۲۵ کروڑ روپے
(۴) انکم ٹیکس	۴۲۵ کروڑ روپے
(۵) دیگر ٹیکس	۲۵ کروڑ روپے
	۲۰۰۰ (۲۰ ارب)

سندھ حکومت ۷۸-۷۹ کے ٹیکس (غیر سرکاری ذرائع)

مشترکہ ٹیکس

(ا) کسٹم	۲۰ کروڑ
(ب) سینٹرل ایکسائز	۱۲ کروڑ
(ج) انکم ٹیکس	۲۸ کروڑ
(د) سیلز ٹیکس	۳۲ کروڑ
(ک) اسٹیٹ ڈیوٹی	۱ کروڑ
(ل) دولت ٹیکس	۲ کروڑ
میزان	۹۵ کروڑ

صوبائی ٹیکس

لینڈ ریونیو	۱۰

(ب) زرعی انکم ٹیکس		۱۰
(ج) صوبائی ایکسائز		۱۰
(د) اسٹمپ ڈیوٹی		۱۰
(س) رجسٹریشن فیس		۱
(ل) موٹر ٹیکس		۲
(م) دیگر ٹیکس و ڈیوٹی		۲۵
میزان		۵۸
زرعی آمدنی		۱۲
صوبائی متفرق آمدنی	۶۷ ر ۶۹	۳۸
نان ڈویلپمنٹ گرانٹ	۱۹.ر ۶۹	۲
جملہ میزان	۵۷ ر ۶۰ ر ۵۱	

(۲.۵ کروڑ روپے ا اس میں قریباً ۹۰ فیصد آمدنی کراچی سے ہوتی ہے۔)

صوبائی ٹیکس

کراچی کے عوام پر ٹیکس لگانے وقت بڑی بڑی عمارتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہاں پر ۹۰ فیصد آبادی متوسط طبقہ کی ہے جس کا جینا محال ہو گیا ہے۔ ٹیکس لگاتے وقت کراچی پر دوسرے شہروں کی نسبت زیادہ ٹیکس کی شرح مقرر کی جاتی ہے۔

پٹرول ٹیکس

سنہ ۱۹۷۰ء میں جب مشرقی پاکستان میں طوفان آیا تو مشرقی پاکستان کی امداد کے نام پر ایک روپیہ فی گیلن ٹیکس لگایا گیا۔ یہ قدم یحییٰ خان نے اٹھایا تھا اب جب کہ یحییٰ خان اور اس کے سیاسی مشیروں کی بدولت مشرقی پاکستان بھارت اور روس کے مشترکہ قبضہ میں چلا گیا ہے۔ کراچی والوں ابھی تک صبر و تحمل سے یہ ٹیکس ادا کرتے رہے ہیں سنہ ۱۹۷۲ء میں پٹرول پر مزید ایک روپیہ فی گیلن ٹیکس لگا دیا گیا ہے اور یہ آج تک بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے ٹیکسی اور رکشہ کے کرایوں کی شرح میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا بار بھی متوسط طبقہ کی ریڑھ کی ہڈی پر پڑ رہا ہے، اور

متوسط طبقہ کی کمر بے تحاشا ٹیکسوں کے بوجھ سے ٹوٹ چکی ہے۔

بجٹ

سندھ کی سابقہ حکومت کے سامنے جب بجٹ کا معاملہ آیا تو اس نے سندھ سے منتخب ہونے والے اراکین صوبائی اسمبلی کی طاقت پر بجٹ بل کو منظور کرالیا جس میں کراچی کی طرف کبھی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ کراچی کے چند منتخب نمائندوں نے اس پر خواہ مخواہ کا شور وغل کیا ہے جسے جمہوری انداز میں دفن کر دیا گیا اس لئے کہ "بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے"۔

منشور کراچی صوبہ اتحاد

کراچی صوبہ اتحاد کا منشور پیش کرتے وقت ہم یہ عرض کریں گے کہ یہ منشور ایک عبوری منشور ہے۔ دسمبر ۱۹۷۹ء تک کراچی صوبہ اتحاد کی تمام علاقائی شاخوں کے انتخاب مکمل ہو جائیں اور جنرل کونسلروں کا انتخاب عمل میں آجانے کے بعد مستقل منشور پیش کیا جائیگا۔ اس منشور میں جھوٹے وعدے نہیں کئے جارہے ہیں۔ سبز باغ نہیں دکھائے جارہے ہیں۔ بلکہ انتہائی غور و فکر کے بعد کراچی کی صوبائی آمدنی اور مرکزی حکومت سے ملنے والی امداد کو مدنظر رکھ کر یہ منشور تیار کیا گیا ہے کیونکہ کراچی مالی لحاظ سے بقیہ چاروں صوبوں سے مستحکم صوبہ ہوگا۔ لہٰذا اس منشور پر عمل درآمد کا مشکل نہ ہوگا۔ بلکہ کراچی صوبہ اپنے فاضل بجٹ سے چھوٹے صوبوں یعنی سندھ، سرحد اور بلوچستان کی باآسانی مدد بھی کرسکتا تھا۔

معاشی انصاف

سوشل جسٹس۔ اگرچہ کراچی کو دور سے دیکھنے والے لوگ اسے روشنیوں کا شہر کہتے ہیں تو وہ صرف زیب النساء اسٹریٹ کلفٹن، باتھ آئی لینڈ اور ہاؤسنگ سوسائٹی جیسے شاندار علاقے دیکھتے ہیں مگر وہ لیاقت آباد، لیاری، شیرشاہ، بلدیہ اور کورنگی، نئی کراچی، لانڈھی اور نئی ملیر، ڈرگ روڈ، محمود آباد اور سعود آباد کی تنگ و تاریک زندگی نہیں دیکھتے ہیں۔ کراچی میں امیر بڑی تیزی سے دن بدن امیر اور غریب روز بروز غریب ہوتا جارہا ہے۔ کلفٹن میں رہنے والے ایک آدمی کے پاس پانچ کاریں ہیں تو چاکیواڑہ کے رہنے والے ایک غریب کے پاس پانچ پیسے بھی نہیں کہ وہ پیدل بندر روڈ تک آتا اور جاتا ہے اور بعض صاحب ثروت ایسے ہیں جن کے پاس پانچ پانچ بنگلے ہیں جب کہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ فٹ پاتھ پر زندگی بسر کررہے ہیں۔ بیرونی سیاح میٹروپول ہوٹل، انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل۔ تہران ہوٹل

سرکاری زبان

کراچی میں چونکہ ۹۰ فیصد آبادی اردو بولنے والوں کی ہے۔ لہذا کراچی صوبہ کی زبان قائداعظمؒ کے ارشادات کے مطابق صرف اور صرف اردو ہوگی۔ البتہ اردو کے علاوہ دوسری زبانوں کی ترقی و ترویج کے لئے صوبائی بجٹ میں رقم مخصوص کی جائیگی۔

زبانوں کی ترقی کے لئے بجٹ

حکومت صوبہ کراچی پاکستان کے تمام صوبوں میں بولی جانے والی زبانوں کے لیے ۴۰ لاکھ روپے سالانہ بجٹ مختص کریگی جس میں ۶ لاکھ روپے ہر زبان کی ترقی کے لیے خرچ ہوں گے ان میں سندھی بلوچی پشتو پنجابی گجراتی سرائیکی شامل ہوں گی اردو کی ترقی و ترویج کے لئے سالانہ ۲ کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔

ادارہ ترقیات لیاری

لیاری کراچی کے باشندوں کی جان اور کراچی کی شان ہے یا قدیم کراچی ہے مگر گذشتہ ڈیڑھ سو برس سے لیاری کو جسطرح نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ کراچی صوبہ اتحاد لیاری کی ترقی کے لئے کے ڈی اے کی طرز پر ایل ڈی اے یعنی لیاری ڈویلپمنٹ اتھارٹی (ادارہ ترقیات لیاری) قائم کریگا۔

بہارستان

مشرقی پاکستان کے مہاجرین کی آبادکاری کے لئے ایک صنعتی و تجارتی و رہائشی شہر آباد کیا جائے گا۔ جس کا نام بہارستان ہوگا۔ اس شہر میں ملازمت، تعلیم، ہسپتال، رہائش کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

کابینہ

کراچی صوبائی حکومت کی تشکیل درج ذیل بنیاد پر ترتیب دی جائے گی۔

۴ وزیر مہاجر ہوں گے
۲ وزیر بلوچ ہوں گے
۲ وزیر پٹھان ہوں گے
۲ وزیر پنجابی ہوں گے
۱ وزیر سندھی ہوگا
۱ وزیر لاسی ہوگا
۱ وزیر اقلیتوں کا ہوگا

وزراء میں مزدوروں، طلباء، اساتذہ، دانشوروں، تاجروں اور خواتین کی نمائندگی کا خاص خیال رکھا جائے گا (وزراء کو تنخواہیں نہیں بلکہ الاؤنس ملے گا۔

مزدور کالونیاں

لانڈھی، نئی کراچی، کورنگی، اورنگی، شیرشاہ، لیاری، بلدیہ محمود آباد، سعود آباد، ڈرگ روڈ، اور دیگر علاقوں میں مزدور کالونیاں تعمیر کی جائیں گی۔

بلدیاتی نظام

لیاری، لیاقت آباد، ناظم آباد، نئی کراچی، ہاؤسنگ سوسائٹی، لانڈھی، کورنگی، ملیر ڈرگ روڈ، کیماڑی میں میونسپل کمیٹیاں قائم کی جائیں گی

بیروزگاری اسکیم

کراچی کے بیروزگاروں کی رجسٹریشن کے بعد دوسرے متمدن ممالک کی طرح باقاعدہ بے روزگاری الاؤنس دیا جائیگا بیروزگاری کا خاتمہ کرنے کے لئے چھوٹی صنعتوں کے قیام کو فروغ دیا جائیگا۔

لیاری اسپورٹس اسٹیڈیم

کھیلوں کو فروغ دینے کے لئے لیاری میں ایک اسپورٹس اسٹیڈیم تعمیر کیا جائیگا۔ جس میں کھلاڑیوں کو سہولتیں دینے کا شعبہ بھی ہوگا۔

ٹرانسپورٹ اسکیم

مضافاتی بستیوں میں ۵۰۰ ڈبل ڈیکر ڈیزل بسوں کا انتظام کیا جائیگا اور کرایوں کی شرح میں ۵۰ فیصد کی رعایت دی جائیگی۔

مہاجر فنڈ

مہاجر فنڈ مہاجر بستیوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کرنے کی ایک مربوط اسکیم بنائی جائیگی۔

عدالتی نظام

کراچی صوبائی حکومت نئی کراچی بلدیہ، لانڈھی، اورنگی، لیاقت آباد، محمود آباد سعود آباد، ملیر، ڈرگ روڈ اور دیگر علاقوں کے باشندے کی سہولت کے لئے زونل عدالتیں قائم کریگی تاکہ ان بستیوں کے عوام کو شہر میں آنے کی تکلیف سے نجات مل جائے

تعلیمی پالیسی

کراچی کی صوبائی حکومت لیاری، نئی کراچی، لانڈھی، کورنگی، اورنگی، بلدیہ ملیر ڈرگ روڈ، لیاقت آباد و فیڈرل بی ایریا اور دیگر علاقوں میں۔

۲۵ گرلز اینڈ بوائز کالج قائم کریگی۔

۲۵۰ گرلز اینڈ بوائز سیکنڈری اسکول قائم کرے گی۔

۵۰۰ گرلز اینڈ بوائز پرائمری اسکول قائم کرے گی۔

۱۰۰۰ تعلیم بالغان کے مراکز نواحی علاقوں میں قائم کرے گی۔

۲ انجینئرنگ کالج قائم کریگی۔

۲ میڈیکل کالج قائم کریگی۔

۴ پولی ٹیکنک انسٹیٹوٹ مختلف زون میں قائم کریگی۔

۱ اردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائیگا۔

۱ خواتین یونیورسٹی قائم کی جائے گی۔

میٹرک تک تعلیم مفت ہوگی کالجوں کے ۲۰ فیصد طلباء و طالبات کو استحقاق کی بنیاد پر وظائف دیے جائیں گے۔

کچی آبادی

کراچی کے ۱۵ لاکھ جھگی نشینوں کی مستقل آبادکاری کے لئے غریب بستیوں میں فلیٹ بنا کر مستقل آبادکاری کی جائیگی اور کچی آبادی کو لیز دیجائیگی۔

ہاکروں کی آبادکاری

کراچی صوبائی حکومت صدر، گوردھن داس مارکیٹ، بولٹن مارکیٹ ایمپریس مارکیٹ، بندر روڈ، لیاقت آباد، پیر کالونی، الیمارکیٹ اور مضافاتی بستیوں کے ہاکروں کی مستقل آبادکاری کے لئے اپنے منصوبہ پر عمل کریگی۔

امداد باہمی

امداد باہمی اسکیم کے تحت کراچی کو آپریٹو سوسائیٹیوں کو مزید اختیارات دیئے جائیں گے تاکہ وہ غریب عوام کے لئے اعلیٰ پیمانہ پر خدمات انجام دے سکیں۔

لوح و قلم سوسائٹی

صحافیوں، دانشوروں اور اساتذہ کے لئے چھوٹے بنگلے تعمیر کرنے کے لئے "لوح و قلم سوسائٹی" کا قیام عمل میں لایا جائیگا۔ اس سوسائٹی کو صوبائی حکومت کی امداد ملے گی اور آسان شرائط پر تعمیر شدہ بنگلے الاٹ کئے جائینگے،

کوٹہ سسٹم

کوٹہ سسٹم کی بنیاد پر ملازمتوں کی لعنت ختم کردیا جائیگا ملازمتوں کا معیار صرف اور صرف اہلیت قرار پائے گی۔

کراچی اسپورٹس بورڈ

کھیلوں کی ترقی کے لئے کراچی کے تمام اسپورٹس کلبوں کو سالانہ امداد دی جائیگی۔ اس مجوزہ اسپورٹس بورڈ میں معیاری کھلاڑیوں کو خصوصی نمائندگی دی جائے گی۔

علم و ادب کی ترقی

کراچی کے مختلف علاقوں میں علم و ادب کی ترقی و ثقافتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے اقبال ہال، لطیف بلوچ ہال اور غالب ہال شاہ عبداللطیف ہال۔ خوشحال خٹک ہال۔ دارالمطالعے تعمیر کئے جائیں گے۔ جن میں سرکاری طور پر مباحثوں، مشاعروں، علمی اور ادبی محفلوں کا اہتمام کیا جائیگا۔

اخبارستان

اخبار فروشوں، ہاکروں کے لئے "اخبارستان" کے نام سے ایک کالونی تعمیر کی جائے گی جس میں آسان شرائط پر مکانات فراہم کئے جائیں گے۔

محکمہ انسداد منشیات و جوا

جوئے اور منشیات کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے باقاعدہ ایک محکمہ قائم کیا جائیگا۔ جس میں مخلص اور دیانتدار سماجی کارکن کو بطور انسپکٹر ملازم رکھ کر ایسے تمام جرائم کا قلع قمع کر دیا جائیگا۔

دیہی ترقیاتی پروگرام

کراچی اور ٹھٹھہ کی گوٹھوں کو ترقی دینے کے لئے زراعت بجلی، تعلیم، صحت و صفائی کا جامع پروگرام ہوگا۔ کراچی کی حدود میں بقایا ٹھٹھہ کو بھی شامل کرنیکی کوشش کی جائے گی۔

اتحاد کمیٹی

کراچی صوبہ حکومت شیعہ سُنی علماء پر مشتمل ایک کمیٹی کا قیام عمل میں لائے گی جو محرم الحرام اور عید میلادالنبیؐ کے جلسے، جلوسوں کا مشترکہ اہتمام کریگی

شہید مینار

بنارس کالونی لیاقت آباد اور کورنگی کے محنت کش اور اردو کی تحریک میں شہید ہونے والے شہداء کو نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے کراچی صوبائی حکومت شہید میناروں کی تعمیر کے تمام اخراجات خود برداشت کریگی۔

اسلامی ادارے

بیوہ عورتوں، یتیم بچوں اور ناداروں کے لئے فلاحی ادارے اور فلاحی مراکز قائم کئے جائیں گے جس میں ان کو رہائش اور خوراک کی سہولتوں کے ساتھ ساتھ مستقل آمدنی کے لئے صنعت و حرفت کی تربیت دی جائے گی۔

تفریحی و سماجی مراکز برائے طلباء

ہر یونین کی سطح پر طلباء و طالبات کے لئے تفریحی اور سماجی مراکز قائم کئے جائیں گے۔ تاکہ نوجوان نسل اپنے فرصت کے لمحات میں اپنے مستقبل پر غور کرکے تابناک بنانے کے مواقع سے فائدہ اٹھا سکیں۔

آبرسانی اسکیم

کیونکہ موجودہ پانی پینے زراعت کے لئے کراچی صوبہ کی ضروریات پوری نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا کویت کی اور گوادر کی طرز پر فلٹر پلانٹ لگا کر سمندر کے پانی کو پینے کے قابل اور زراعت کے قابل بنایا جائیگا۔ نیز کراچی تک میٹھے پانی کی پختہ نہروں کا اہتمام کیا جائیگا اور پانی کی قیمت میں کمی کی جائے گی۔

اور بیچ لگژری ہوٹل تو ضرور دیکھتے ہیں۔ مگر لیاری، لانڈھی، نئی کراچی، کورنگی اور اورنگی میں بھوک
پیاس سے سسکتی ہوئی زندگی کا تماشہ دیکھنے نہیں آتے۔ اس افراط و تفریط کو ختم کرانے کے لئے
ضروری ہے کہ کراچی کی علیحدہ صوبائی حکومت قائم کی جائے جو ۲۰ سال تک غیر ترقیاتی علاقوں، لیاری، شیرشاہ
نئی کراچی، لانڈھی اورنگی، کورنگی، سعود آباد۔ بلدیہ، کھوکھرا پار اور ملیر وغیرہ پر کروڑوں روپیہ
صرف کر کے ان کو بنیادی سہولتیں یعنی مکان، بجلی، تعلیم، پانی، اسپتال، سڑکیں وغیرہ مہیا کرے

اس سلسلے میں کراچی صوبہ اتحاد نے عبوری منشور شائع کیا ہے جو عوام کی خدمت میں ان کی رائے
کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی رائے سے کراچی صوبہ اتحاد کو مطلع
کریں تاکہ ان کے مفید مشوروں سے منشور کو زیادہ سے زیادہ عوامی بنا کر اس پر عمل درآمد کرانے کی جدوجہد
کریں۔ نیز عوام سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ کراچی کے شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں
آجائیں۔ ہر علاقہ میں کراچی صوبہ اتحاد کے دفاتر قائم کریں۔ اسکی رکن سازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں
اور ہماری آئینی و پرامن تحریک میں ہمارا ساتھ دیں۔

ذریعہ تعلیم

موجودہ صورت میں کراچی کی ۹۰ فیصدی آبادی اردو بولنے اور سمجھنے
اور لکھنے اور پڑھنے والی آبادی پر مشتمل ہے۔ لیکن اس کی تقدیر اور
مستقبل ہمیشہ خطرہ میں ہے۔ برعکس اس کے کراچی کے علاوہ سندھ میں اردو بولنے والوں کا تناسب
۳۵ فیصد ہے۔ وہاں پر سندھی بھائی اپنی اسمبلی میں سندھی کی ترقی کے لئے کام کر سکتے ہیں۔
۱۹۷۲ء میں کراچی ثانوی بورڈ کے تحت ۷۵ ہزار طلبا نے میٹرک کا امتحان دے
دیا جن کی تعداد درج ذیل ہے۔

اردو	۱۲۳،۴۷
سندھی	۵۲۳
بنگالی	۴۷۵
گجراتی	۱۱۷

اس تعداد سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اردو ذریعہ تعلیم والے طلبا کی
تعداد اور مستقبل کے کراچی کے حکمرانوں کی تعداد کیا ہے۔ کراچی کے طلبا صرف سرٹیفکٹ اور
ڈگریاں تو حاصل کر سکتے ہیں مگر ملازمتوں کے دروازے ان پر بند ہیں۔ کیا یہ کراچی کے
طالب علموں کا استحصال نہیں ہے۔

روزنامہ جنگ

۲۵ سال پہلے

کراچی ۲۷ جولائی ۱۹۴۸ء کراچی کو مرکزی حکومت کے زیر انتظام دینے کی قرارداد دو ووٹوں کی بھاری اکثریت سے منظور کرتے ہوئے سندھ مسلم لیگ اسمبلی پارٹی نے اپنے گزشتہ روز کے اجلاس میں جو سفارشات مرتب کی ہیں ان میں مندرجہ ذیل نکات خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ اس قرارداد کے تحت صوبے کے وزیر اعلیٰ پیر الٰہی بخش کو مکمل اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مندرجہ ذیل مالی امور پر حکومت پاکستان سے گفت و شنید کر کے معاملات طے کریں۔

(۱) ایک کمیٹی فوراً ان عمارات اور اثاثوں کی مالیت اور ان کی بجائے صوبائی حکومت کو ملنے والے معقول معاوضوں کے تخمینے تیار کرے گی یہ کمیٹی صوبائی اور مرکزی نمائندوں پر مشتمل ہونی چاہیئے۔ جن پر اب مرکزی حکومت غور کر کے اپنا فیصلہ دے گی۔

(۲) یہی کمیٹی سندھ کے سالانہ نقصان کا تخمینہ تیار کرے گی اور مجوزہ معاوضہ کے پچاس سال کے سالانہ نقصان کی جلد ادائیگی کا بندوبست کرائے گی۔

(۳) اسی پیراگراف ایک اور دو کی تمام رقم کا آدھا حصہ حکومت سندھ کو فوراً دیا جائے تاکہ وہ نئے دارالحکومت کی تعمیر کا کام شروع کر سکے۔

(ب) بقیہ رقم دو قسطوں میں ادا کی جائے۔ ہر قسط دو تین سال کے وقفہ میں قابل ادائیگی ہوگی۔ کیونکہ اس مدت میں نیا صوبائی دارالحکومت تعمیر ہونا چاہیئے۔

(ج) آخری ادائیگی تک بقیہ رقم پر حکومت سندھ کو ۳ فیصد سود دینا ہوگا۔

(د) اس کمیٹی میں حکومت سندھ سرکاری افسروں کے علاوہ غیر سرکاری نمائندے بھی شامل کر سکے گی۔

(۳) مزید قرار پایا کہ اگر کبھی حکومت پاکستان نے پھر اپنا دارالحکومت کراچی سے منتقل کرنے کا فیصلہ کیا تو جو علاقہ اب لیا جا رہا ہے وہ حکومت سندھ کو واپس کر دیا جائے گا۔ اور اس کا معاوضہ حکومت سندھ سے لینے کے لئے اسی قسم کی دوسری کمیٹی بنائی جائے گی۔

(۴) جب تک حکومت سندھ کا نیا دارالحکومت تعمیر نہیں ہو جاتا حکومت سندھ کراچی میں رہے گی۔ حکومت پاکستان کی طرف سے معاوضہ ملتے ہی نئے دارالحکومت کی تعمیر شروع ہو جائے گی۔

(۵) کراچی کے نظم و نسق میں اسوقت جو سندھی باشندے ہیں انہیں بدستور ملازم رکھا جائے گا اور آئندہ حکومت سندھ کے مشورے سے کراچی کے نظم و نسق میں پچاس فیصد [illegible] قدیم سندھیوں اور پچاس فیصد نئے باشندوں کو دی جائیں گی۔

(۶) موجودہ تعلیمی ادارے جن میں ڈاؤ میڈیکل کالج، این ای ڈی انجینئرنگ [illegible] سندھ کالج اور دیگر متعلقہ ادارے بی ٹی کالج، این جے وی ہائی اسکول، اور سندھ یونیورسٹی [illegible] بدستور صوبائی حکومت کی تحویل میں رہیں گے۔

(۷) چیف کورٹ حکومت سندھ کی تحویل میں رہے گی۔

(۸) صوبہ سندھ کا دوسرا کوئی علاقہ حکومت پاکستان کو منتقل نہیں ہوگا۔

(۹) مرکزی دارالحکومت کی طرح صوبائی دارالحکومت کی تعمیر کے لئے بھی سامان تعمیر مہیا کیا جائیگا۔

(۱۰) قائد اعظم نے یقین دلایا ہے کہ سندھ کو کراچی کی علیحدگی سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ لہذا درآمد و برآمد کا کام سندھیوں سے واپس نہ لیا جائے درآمدی تجارت کا [illegible] فیصد [illegible] تجارت کو [illegible] فیصد کا، دیا سندھی تاجروں کے پاس رہنا چاہیئے۔ (خصوصی [illegible])

"کراچی، ۲۹ جون ۱۹۴۸ء۔ انتہائی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعلیٰ سندھ جناب پیر الٰہی بخش نے قائد اعظم کے مشورے کے مطابق کراچی کی علیحدگی سے متعلق پاکستان پارلیمنٹ کا فیصلہ منظور کر لیا ہے۔ اس فیصلے کے مطابق کراچی کا ڈیڑھ لاکھ ایکڑ کا علاقہ مرکزی حکومت کے سپرد کر دیا جائے گا۔ حکومت سندھ اس فیصلہ پر عملدرآمد کے لئے ضروری تدابیر اختیار کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں مزید معلوم ہوا ہے کہ مسٹر فاروقی کراچی کے پہلے ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے جا رہے ہیں جو فی الوقت محکمۂ انسداد رشوت ستانی کے افسر اعلیٰ ہیں۔ دریں اثنا یہ معلوم ہوا ہے کہ کل پاکستان کے گورنر جنرل قائد اعظم محمد علی جناح محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ زیارت سے کراچی پہنچ رہے ہیں۔ اس موقع پر شہر میں ان کے شاہانہ استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی نے شہر میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ بھی ختم کر دیا ہے۔"

(اقتباسات ۔ روزنامہ جنگ کراچی، ۳۰ جون ۱۹۴۸ء)

"سکھر ۲۹ جون۔ سکھر مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے گزشتہ روز اپنے ایک اجلاس میں کراچی کے مستقبل کے متعلق ایک اہم قرارداد منظور کی ہے جس میں سندھ کے عوام کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح کے فیصلے کے مطابق کراچی کی سندھ سے علیحدگی کے سوال کو سچے دل سے قبول کر لیں کیونکہ سندھ کا اسی میں فائدہ ہے۔ قرارداد میں مسٹر جی ایم سید اور ان کے ساتھیوں کی ان سرگرمیوں پر اظہار تشویش کیا گیا ہے جن کا مقصد پاکستان کے خلاف لوگوں کے جذبات کو ابھارنا ہے۔ قرارداد میں ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے سیکریٹری نعمت اللہ قریشی کے رویہ کی مذمت کی گئی کہ وہ مسٹر جی ایم سید کا ساتھ دے رہے ہیں۔"

(خبر مطبوعہ جنگ کراچی، مورخہ یکم جولائی ۱۹۴۸ء)

"کوئٹہ ۲۳ جون ۱۹۴۸ء۔ آج قائد اعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان کے کوئٹہ کیمپ سے ایک پریس نوٹ جاری ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ قائد اعظم نے منگل کے روز صوبہ سندھ مسلم لیگ کی اسمبلی پارٹی کے ایک وفد سے ملاقات کی جس میں کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنانے کا سوال زیر بحث آیا۔ سندھ کے وفد نے یہ موقف اختیار کیا کہ ہم کراچی کے مسئلہ پر آپ کا نقطۂ نظر بحیثیت گورنر جنرل پاکستان نہیں بلکہ بحیثیت قائد اعظم محمد علی جناح دریافت کرنے آئے ہیں۔ قائد اعظم نے وفد کے اس جذبے کی تعریف کی کہ وہ اس مسئلہ پر تبادلۂ خیال کے لئے زیارت آیا ہے اور مجھ پر اس اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس وفد سے قائد اعظم کی ملاقات ڈھائی گھنٹے تک جاری رہی اور وفد نے سندھ سے کراچی کی علیحدگی کے بارے میں اپنے اعتراضات پیش کئے۔ قائد اعظم نے وفد کی پیش کردہ تجاویز سے اتفاق کا اظہار تو نہیں کیا لیکن انھوں نے فرمایا کہ یہ معاملہ کافی پیچیدہ ہے اور وفد کے ارکان اس مسئلے کی اہمیت سے صحیح طور پر باخبر نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ بہت سی باتوں کا مطلب آپ نے غلط سمجھا ہے۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے کراچی سے سندھ کو علیحدہ کرنے اور پاکستان کا دارالحکومت بنانے کے فوائد پر دلائل دیتے ہوئے فرمایا کہ پہلی غلط فہمی سندھ کے لوگوں میں یہ پائی گئی ہے کہ اس طرح صوبے کو بہت نقصان پہنچے گا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس فیصلے سے خود کراچی اور صوبہ سندھ کو نہایت فائدہ پہنچے گا، صرف دور اندیشی سے کام لینے اور ٹھنڈے دل سے سوچنے کی ضرورت ہے۔ قائد اعظم نے کہا۔ کراچی کی سندھ سے علیحدگی کی صورت میں اگر صوبہ سندھ اپنے مالی مفادات کی ضمانت حاصل کرنا چاہے تو حکومت پاکستان مناسب مالی بندوبست پر آمادہ ہو جائے گی۔ انھوں نے کہا کہ خود حکومتِ سندھ کے مفاد میں ہے کہ جلد از جلد کراچی کا نظم و نسق مرکزی حکومت کے حوالے کر دے۔

قائد اعظم نے اس تبادلۂ خیال کے دوران فرمایا کہ سندھ کے وفد نے اس سوال پر جو رویہ اختیار کر رکھا ہے وہ بہت غیر دانشمندانہ ہے اور میرا خیال ہے کہ اس رویہ سے صوبہ سندھ کو فائدے کی بجائے نقصان پہنچے گا۔ اور چند سال بعد سندھ کے عوام نہ ادھر کے رہیں گے نہ اُدھر کے رہیں گے۔ قائد اعظم نے وفد کو یاد دلایا کہ مجلسِ دستور ساز پاکستان ملک کا اعلیٰ با اختیار ادارہ ہے حکومت سندھ کو چاہیے کہ وہ عوام کو سمجھائے کہ وہ اس اعلیٰ نمائندہ ادارے کا وقار بحال رکھیں اور بے مقصد ہنگامہ آرائی کر کے ایک اچھی تجویز کو ناکام نہ بنائیں کیونکہ کراچی کو مرکزی حکومت کے زیر انتظام لانے کا فیصلہ سندھ کے عوام کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ کی حیثیت رکھتا ہے ورنہ اتنے بڑے اور با اختیار دستور ساز ادارے کے فیصلوں کی خلاف ورزی قومی ڈسپلن کو ختم کر دے گی جو ملک کے لئے خطرناک بات ہوگی۔"

(اقتباسات روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲۵ جون ۱۹۴۸ء)

کراچی ۲۷ جون۔ سندھ مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کا وفد قائداعظم محمد علی جناح سے زیارت میں کراچی کے مستقبل پر تبادلہ خیال کر کے آ گیا ہے۔ وفد اپنی رپورٹ سندھ اسمبلی پارٹی کے اراکین کے خصوصی اجلاس میں ۲ جولائی کو پیش کرے گا۔ یہ اجلاس صوبے کے وزیراعلیٰ پیر الٰہی بخش نے گزشتہ رات وارد کراچی پہنچنے کے فوراً بعد طلب کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس اجلاس میں مرکزی نظم و نسق کے تحت کراچی کو پاکستان کا مستقل دارالحکومت بنانے کے مسئلے کا پوری طرح جائزہ لیا جائے گا۔ اور اس سلسلے میں قائداعظم محمد علی جناح نے سندھ کے عوام اور رہنماؤں کو جو مفید مشورے دیئے ہیں ان پر بھی غور کیا جائے گا۔ سب سے پہلے مسٹر ہاشم گزدر نے پارٹی لیڈر جناب پیر الٰہی بخش کو اس بات چیت سے آگاہ کیا جو زیارت میں قائداعظم محمد علی جناح سے چھ افراد پر مشتمل کمیٹی نے کراچی کو سندھ سے علیحدہ نہ کرنے کے سلسلے میں کی تھی۔

(خبر مطبوعہ جنگ کراچی مورخہ ۲۸ جون ۱۹۴۸ء)

کراچی ۱۷ جون ۱۹۴۸ء۔ معلوم ہوا ہے کہ کراچی کی صوبہ سندھ سے علیحدگی کے خلاف چند مفاد پرستوں نے جو تحریک چلا رکھی ہے اس میں ہندوستانی ہائی کمشنر متعین پاکستان گہری دلچسپی لے رہا ہے۔ بعض حلقوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ ہندوستانی ہائی کمشنر نے حکومت پاکستان کے خلاف اس تحریک کو بھڑکانے کے لئے اپنے باقاعدہ ایجنٹ بھیج رکھے ہیں [illegible] آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ہندو پریس سندھ کے نوجوانوں کو مشتعل کرنے کے لئے زوردار مہم چلا رہا ہے۔ اخبار ہندوستان ٹائمز نے اپنے حالیہ تبصروں میں خان عبدالغفار خان کی گرفتاری اور کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنانے کے مسائل پر سخت تنقید کی ہے اور یہاں تک لکھا ہے کہ اس سوال پر صوبہ سندھ کے عوام پاکستان کی حکومت سے سخت ناراض ہو گئے ہیں۔

سکھر ۱۸ جون۔ مسٹر جی ایم سید نے حکومت پاکستان کے خلاف شرانگیز پروپیگنڈہ کرنے کے لئے دورہ شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے سکھر کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر کراچی سندھ سے علیحدہ ہو گیا تو اس کے بعد حیدرآباد، لاڑکانہ اور دادو کے اضلاع پر بھی حکومت پاکستان قبضہ کر لے گی اور غیر سندھی حکومت مسلط ہو جائے گی۔

(خبر مطبوعہ جنگ کراچی ۱۹ جون ۱۹۴۸ء)

۲۵ سال پہلے

کراچی ۷ جولائی۔ آج صوبہ سندھ مسلم لیگ کی اسمبلی پارٹی کے ایک خصوصی اجلاس میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے اس مشورے کو باعزت طریقے سے مان لینے کا فیصلہ کیا گیا ہے، کہ کراچی کو مستقل طور پر مرکز کے حوالے کر دیا جائے۔ اس قرارداد کے حق میں ۲۵ ووٹ اور مخالفت میں چھ ووٹ آئے۔ اس فیصلے کی روشنی میں حکومتِ سندھ مرکزی حکومت سے کراچی کی عمارات اور سالانہ آمدنی کا معاوضہ وصول کرے گی قرارداد کا مفصل متن کل شائع کیا جائے گا۔ قرارداد کی مخالفت میں جن اراکین نے ووٹ دیئے ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) مسٹر ایوب کھوڑو (۲) قاضی فضل اللہ (۳) [illegible] الدین (۴) غلام نبی پٹھان (۵) اور سید علی اکبر شاہ۔ اجلاس کی صدارت سندھ کے وزیر اعلیٰ پیر الٰہی بخش نے کی۔

(خبر مطبوعہ جنگ کراچی مورخہ ۸ جولائی ۱۹۴۸ء)

ہمارا صوبہ — کراچی صوبہ — پٹھان کا صوبہ — کراچی صوبہ

تمہارا صوبہ — کراچی صوبہ — بلوچ کا صوبہ — کراچی صوبہ

طلبا کا صوبہ — کراچی صوبہ — سندھی کا صوبہ — کراچی صوبہ

مزدور کا صوبہ — کراچی صوبہ — گجراتی کا صوبہ — کراچی صوبہ

مہاجر کا صوبہ — کراچی صوبہ — بنگالی کا صوبہ — کراچی صوبہ

پنجابی کا صوبہ — کراچی صوبہ — اقلیتوں کا صوبہ — کراچی صوبہ

ہر پاکستانی کا صوبہ: کراچی صوبہ ہے

آزاد بن حیدر۔ جی ایم سید سے زیادہ اہم ہیں۔ ممتاز بھٹو

جی ایم سید

آزاد بن حیدر

آزاد بن حیدر جی ایم سید سے

زیادہ اہم ہیں، ممتاز بھٹو

کراچی ۱۰ جون (اشاعت رپورٹر) سندھ کے وزیر اعلیٰ جناب ممتاز علی بھٹو نے کہا ہے کہ جی ایم سید جو کچھ کہتے ہیں اس سے زیادہ اہمیت نہ دی جائے کیونکہ وہ ان لیڈروں میں سے ایک ہیں جنھیں عوام نے قطعیتاً مسترد کر دیا ہے آج پریس کانفرنس کے دوران ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ جی ایم سید بوڑھے آدمی ہیں ان کے پورے سیاسی کیریئر میں کبھی ان کے پیچھے لوگوں کی زیادہ تعداد نہیں رہی خود اپنے حلقۂ انتخاب میں انہیں بری طرح شکست ہوئی اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کتنے مقبول ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ حکومت نے ایسی ہی باتوں پر آزاد بن حیدر کے خلاف کیوں کارروائی کی ہے جب کہ مسٹر جی ایم سید کو صاف چھوڑ دیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ آزاد بن حیدر کی باتیں، جی ایم سید کے مقابلے میں زیادہ اہمیت رکھتی ہیں میرے خیال میں جی ایم سید کی باتوں کو زیادہ اہمیت نہیں دی جا سکتی اس لئے ہم نے ان کے خلاف نرم رویہ اختیار کیا ہے تاہم انہوں نے یقین دلایا کہ کسی بھی شخص کو خواہ وہ کتنا ہی طاقتور اور بااثر کیوں نہ ہو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ عوام کے جذبات سے کھیلے ملکی آئین کی خلاف ورزی کرے

[illegible]

سابقہ دور میں جب جی۔ ایم۔ سید نے سندھ میں سندھو دیش کی باقاعدہ تحریک شروع کی تو آزاد بن حیدر صاحب اس تحریک کو سبوتاژ کرنے کیلئے اور اہلیان کراچی کے شہری حقوق کے تحفظ کیلئے کراچی صوبہ کی تحریک شروع کی جس کی پاداش میں ۱۹۷۳ء میں ایک سال کی قید بامشقت کے علاوہ یکے بعد دیگرے ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۷ء ۱۱ مقدموں میں گرفتار رہے انتخابات کے دوران ذوالفقار علی بھٹو نے حکم دیا کہ آزاد بن حیدر کو صوبائی اسمبلی میں آنے سے روک دیا جائے (وائٹ پیپر صفحہ ۲۰ ۵ الف)

یہ تجزیہ فرما کر تعارف خود پڑھنے کے بعد دوستوں کو بھی پڑھائیے